محتسب نے گھڑا توڑا میں نے اس کا سر

دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے زخم

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ (الآیۃ)

جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی ہے

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی "حدائق بخشش (حصہ سوم)" پر **اعتراض**

"اعلیٰ حضرت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخانہ اشعار کہے"

اور مولانا شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کا دندان شکن جواب

ماخوذ از

تحقیقات، از فقیہ الہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ

﴿شارح بخاری و صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ، مبارکپور ہند﴾

پیشکش

www.deenemubeen.com

قاری طیب کا اعتراض

”رضاخوانی جماعت کے سب سے بڑے یعنی اعلیٰ حضرت بریلوی ہی توہین صدیقہ کے مرتکب ہیں ان کے رشحات فکر کا نتیجہ ہے۔ کتاب کا تاریخی نام ”حدائق بخشش“ ہے اس کے صفحہ ۳۷ پر حضرت عائشہ کی شان میں جو گستاخانہ الفاظ درج کیے گئے ہیں ان کا لکھنا تو در کنار پڑھنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔“

اس کے بعد وہ تین اشعار نقل کیے ہیں جو گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں جن کا تذکرہ اس حدیث صحیح میں ہے جو خود ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اور عامہ کتب حدیث حتی کہ صحیحین میں مذکور ہے یہ اشعار حقیقت میں حدیث میں وارد لفظ ملاء کساء ھا کا قریب قریب ترجمہ ہے۔

ان اشعار کی بناء پر مہتمم دیوبند کا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ سب و شتم بنانا اسی فطرت کا نتیجہ ہے جو دیوبندی عوام و خواص کی ہے۔

اگرچہ ان اشعار سے متعلق بار بار تحریری و تقریری مکمل صفائی دی جا چکی ہے مگر بد باطنی کا برا ہو کہ دیوبندی اب تک خاموش نہیں ہوئے۔ ان توجیہات کا خلاصہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ انصاف پسند حضرات کو اطمینان ہو جائے۔ تفصیل کے لیے فیصلہ مقدمہ شرعیہ اور دارالافتاء دہلی کا قرآنی فیصلہ کا مطالعہ کریں۔

جواب

یہ تینوں اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات و صحابہ کرام و علماء ملت و اولیا امت کے ساتھ جو عشق ہے اور ان حضرات کی جو عظمت و عقیدت اور ادب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے دل میں ہے اس سے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ورع و احتیاط سے جو لوگ واقف ہیں وہ اس پر متفق ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں۔

جبر امت امام ملت فقیہ النفس سیدی وسندی حضرت مولانا الحاج شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند شاہزادہ اعلیٰ حضرت مدظلہ‘ سے زیادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلام کو جاننے والا پہچاننے والا، پرکھنے والا دوسرا کون ہو سکتا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

”میں نے برابر کہا کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے نہیں کہے جاسکتے منقبت حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تو بالقطع والیقین یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شعر نہیں۔ تشبیب میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو جس نے دیکھا ہے وہ ان اشعار کو اعلیٰ حضرت کے اشعار خیال بھی نہیں کر سکتا یہ تینوں شعر کسی اور کے اس مجموعہ میں درج ہو گئے ہوں گے۔“

(فیصلہ قرآنیہ ص۱۳)

حضرت العلام مولانا الحاج حافظ قاری مفتی مظہر اللہ خطیب مسجد فتحپوری مفتی اعظم دہلی فرماتے ہیں:

”بلکہ مجھ کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ اشعار ہی نہیں معلوم ہوتے خدا جانے اس میں کس کی اور کیا سازش ہے۔ میرے ساتھ بھی کئی مرتبہ ایسی چالیں چلی گئی ہیں۔“ (ایضاً، ص۹)

یہی رائے حضرت موصوف کے صاحبزادگان مولانا مفتی مشرف احمد اور۔۔۔

”مجھے حضور! اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام جو اب تک چھپا نہیں ہے بڑے کوشش اور جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ مطہرہ، پیلی بھیت ورام پور وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادران اہلِ سنت کی خدمت میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل وصورت میں پیش کر رہا ہوں۔“

۳۔ مرتب نے یہ تفصیل نہیں بتائی کہ ان مختلف مقامات سے انھیں یہ کلام کن افراد کے ذریعہ اور کس کیفیت اور کس حال میں ملا۔

۴۔ ۱۳۴۲ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے دونوں شہزادے حضرت حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند اور اجلہ خلفاء و تلامذہ مثلاً حضرت صدرالشریعہ و حضرت عید الاسلام و حضرت صدرالافاضل و حضرت ملک العلماء و حضرت برہان ملت و حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب سبھی بقید حیات تھے ان میں سے کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ انھیں دکھایا جانا یا ان سے استصواب کرنا تو علیحدہ بات ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ بڑی حسرت سے اس فروگذاشت کا تذکرہ فرماتے ہیں:
"برسہا برس کے بعد اب جب مولانا مولوی محبوب علی صاحب نے اسے پنجاب میں چھپوایا تو خبر ملی کہ یونہی بے ترتیب چھاپ دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت کا معلوم نہیں ہوتا۔ مولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا سمجھا اس لیے مجھے ناگوار بھی ہوا کہ یونہی اور ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ (فیصلہ مقدمہ شرعیہ قرآنیہ ص ۱۳)

۵۔ اب ہر ذی عقل منصف کے لیے لمحۂ فکر یہ ہے کہ وہ کلام جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے محفوظ کتب خانہ سے نہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے معتمدین کے ذریعہ نہیں بلکہ نامعلوم مجہول افراد کے ذریعہ مرتب تک پہنچا اس کے بارے میں تغیر و تبدل الحاق و ازدیاد سے مامون ہونے کی کیا گارنٹی ہے جیسا کہ ابھی حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کا ارشاد گزرا کہ

"بعض کلام اعلیٰ حضرت کا نہیں معلوم ہوتا۔"

خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ مخالفین رام پور ہی کے ایک دسیسہ کار کے ذریعہ فتاویٰ رضویہ کے قلمی بیاض میں اضافہ کرا چکے ہیں جس کی تفصیل ۱۱ میں آتی ہے اس لیے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہیں اور جب یہی متیقن نہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ہیں تو ان اشعار کی بناء پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ سب و شتم بنانا دیانت نہیں خباثت ہے۔ علماء نے تو یہاں تک تصریح کی ہے کہ کسی مسلمان کی جانب بلا ثبوت کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں۔ چہ جائیکہ ایسے سنگین ارتکاب کی۔

اب یہاں ایک سوال یہ باقی رہتا ہے کہ جب یہ متیقن نہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ہی کے ہیں۔ تو پھر اسے حضرت غازی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مجموعہ کلام میں داخل کیوں فرمایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اکابر محدثین سے یہ فروگذاشت ہو گئی ہے کہ وضع پر مطلع نہ ہونے کی بناء پر رواۃ پر اعتماد کر کے انھوں نے اپنی تصنیفات میں موضوع احادیث درج فرمادی ہیں کیا وضع کا علم نہ ہونے کی بناء پر ان کا موضوع احادیث کا

اپنی تصنیفات میں درج کرنا ان کے فسق و کفر کا موجب ہے؟ اگر نہیں اور ہر گز نہیں۔ تو حضرت غازی ملت کا بھی ان اشعار کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مجموعہ کلام میں درج کرنا ان لوگوں پر اعتماد کرکے جن کے ذریعہ یہ ان کو ملے۔ کسی سب و شتم کا موجب نہیں۔

یہ اشعار حضرت ام المومنین کے بارے میں نہیں

قاری طیب اور ان کی برادری کا یہ الزام کہ یہ اشعار حضرت ام المومنین کے بارے میں ہیں۔ سراسر فریب و دجل ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ غلط ترتیب سے چھپے ہیں جس ترتیب سے چھپے ہیں وہی اس پر نص قاطع ہے کہ یہ ام المومنین کے بارے میں نہیں ہیں۔

ان تینوں اشعار کے اوپر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے "علیحدہ" یہ اسی لیے لکھا گیا تھا کہ ہر آنکھ والا اسے دیکھ کر یہ سمجھ لے کہ اس کے بعد والے اشعار کا تعلق اوپر والے اشعار سے بالکل نہیں۔ اوپر والے اشعار حضرت ام المومنین کے مدح میں ہیں اور یہ اس سے علیحدہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اشعار ام المومنین کی مدح میں نہیں۔ مگر نابینائی خواہ ظاہری خواہ باطنی انسان کو ٹھوکر لگا ہی دیتی ہے۔

حضرت غازی ملت کا توضیحی بیان اور توبہ

ان اشعار کے بارے میں حضرت مرتب غازی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا بارہا توضیحی بیان اور اپنی غفلت پر توبہ کا اعلان کر چکے ہیں جو اخبار انقلاب بابت ۱۰/ اگست ۵۵ء، اخبار الوارث بابت ۱۰/جولائی ۵۵ء اور رسالۂ ماہنامہ سنی لکھنؤ بابت ۲۴/جولائی ۵۵ء اور پوسٹر میں بار بار شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قصیدہ کے سات اشعار ان گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں جن کا تذکرہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی شریف وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے یہ تین اشعار بھی انھیں سات اشعار میں سے تھے۔ یہ اشعار در حقیقت حدیث میں وارد کلمۂ ملاء کساء ھا کا قریب قریب ترجمہ ہیں۔ یہ سات اشعار ابتداء کے تھے مگر ناقل کاتب کی غلطی سے یہ تین اشعار وسط میں اور کچھ

اشعار اخیر میں آگئے اور فساد پرست عناصر کو یہ شور مچانے کا موقع مل گیا کہ حضرت صدیقہ ضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں ایسے اشعار لکھ دیے گئے۔

چونکہ حدائق بخشش حصّہ سوم کی پوری ذمہ داری مرتب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ مرتب کو لازم تھا کہ وہ کاپی کی پوری تصحیح کرتے مگر وہ دیگر اپنی مصروفیات کی وجہ سے نقل و کتابت کے بعد تصحیح نہ کر سکے۔ اس لیے انھوں نے اپنی اس غفلت و فروگذاشت پر توبہ کی اور اس کا اعلان بھی فرمادیا۔ اس توضیح اور توبہ کے بعد مرتب پر بھی کوئی الزام باقی نہ رہا۔

حدیث میں وارد ہے:

رفع عن امتی الخطاء والنسیان

میری امت سے بھول چوک معاف ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا:

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ

اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اب ان اشعار کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا قرار دے کر اور اسے حضرت ام المومنین کی شان میں مان کر، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی توہین کا مرتکب قرار دینا دیوبندیوں کی شرپسندی اشاعت فاحشہ کی ذلیل ترین اور شرمناک ترین حرکت ہے آج وہ جو چاہیں کرلیں مگر کل کے لیے سن لیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہو ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

ایک اور الجھن کا ازالہ

بعض ذہنوں میں یہ بات ضرور کھٹکے گی کہ مشرکہ عورتوں ہی کے بارے میں یہ تین اشعار حضرت غازی ملت نے شائع کیوں کیا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہ سہی کسی کے تھے ان کی اشاعت کسی طرح مناسب نہیں ایسے اذہان کی کھٹک دور کرنے کے لیے یوسف زلیخا کے چند اشعار ہدیہ ناظرین ہیں جو حضرت زلیخا کے بارے میں ہیں۔

دو پستان ہر یکے چوں قبہ نور — حبابے خواستہ از عین کافور

دو نارِ تازہ بر رستہ زیک شاخ — کف امید شان نا کردہ گستاخ

سر نیش کوہ اما سیم سادہ — چو کوہے کز کمر زیر او فتادہ

اور حضرت امیر خسرو کی ہشت بہشت کے دو شعر سن لیں۔

برچو نارنج نو بشاخ درخت — سخت رستہ ز صحبت دل سخت

رگ صافی بروں ز لطف بدن — ہمچو رشتہ درون در عدن

ان سے قطعِ نظر قرآن کریم کی ان آیات کا ترجمہ دیکھ لیں سارا خلجان دور ہو جائے گا۔

حُوْرٌ عِیْنٌ کَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَکْنُوْنِ۔ کَوَاعِبَ اَتْرَابًا۔ اِنَّا اَنْشَاْنَاھُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنَاھُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا

تھانوی صاحب کی ام المؤمنین کی شان میں گستاخی

قاری صاحب یہ اشعار تو ام المومنین سے متعلق نہیں مگر ام المومنین کی اہانت کے شوق کی تسکین کے لیے ام المومنین کی شان میں فرض کرکے آپ اور آپ کے نوکر دن رات ڈھنڈھورا پیٹ رہے ہیں مگر آپ اپنے مرشد ثانی تھانوی صاحب کی اس جرأت کا کیا عذر تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ماہواری الامداد بابت صفر ۳۵ھ میں لکھتے ہیں:

"ایک ذاکر صالح کو مشکوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا مرا ذہن معاً اسی (نئی کمسن جورو) کی طرف منتقل ہوا۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تھا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔"

انتہائی گیا گذرا انسان حتیٰ کہ بھنگی چمار بھی اپنے گھر ماں کے آنے کی خبر سن کر یہ خیال نہ کرے گا کہ کوئی نئی نویلی کم سن جورو ہاتھ آئے گی وہ بھی کون ماں، وہ ماں جن کی خاکِ پا پر کروڑوں مائیں قربان۔ وہ ماں جن کے حریم میں جبرئیل امین

بے اذن نہ آئیں۔ وہ ماں کن کے دامن عفت پر دھول اڑانے والوں کے لیے وحی ربانی تازیانے لے کے آئے۔ وہ ماں جن کے تقدس و تطہیر کا شاہد رب العلمین ہے۔

مگر تھانوی جی کی ہوسناکی کا گلہ کس سے کیا جائے کہ جس طرح ساون کے اندھے کو ہر جگہ ہریالی نظر آتی ہے انھیں بڑھاپے میں ہر جگہ نئی نویلی دلہن کمسن جوروہی دکھائی دیتی ہے اور کیوں نہ دکھائی دے ؏

پھڑکتا ہے چراغ سحر جب خاموش ہوتا ہے

مگر قاری صاحب آپ کیوں خاموش ہیں۔ بولیے اپنے مرشد ثانی کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیے سیندور

دیوبندیوں کے امام کاکوروی صاحب کی شیر خدا کی شان میں گستاخی

ایڈیٹر النجم امام الخوارج جناب کاکوروی صاحب امیر المؤمنین حضرت شیر خدا کے بارے میں لکھتے ہیں:

”جناب امیر کی مجلس میں علانیہ فسق ہوتا تھا اور آپ اس کو مطلقاً روا رکھتے تھے، روکنا اور منع کرنا تو درکنار آپ اس کو بیان کرنا فخر خیال فرماتے تھے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ان باتوں کو بہت ذوق شوق سے دیکھتے تھے ورنہ یہ کیوں کر فرماتے کہ وہ عورتیں بلند چھاتیوں والی ہیں یا پست سینوں والی اسی جملہ کا کسی شاعر نے شعروں میں کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

حیا و شرم کا پردہ اٹھایا شرم گینوں نے ــــــ سر مجلس نقابیں کھول دیں پردہ نشینوں نے
کیا عہد اطاعت نورسیدہ نازنینوں نے ــــــ ملائے ہاتھ ابھری چھاتیوں والی حسینوں نے

جو شرماتے تھے گھر میں مجلسوں میں بے نقاب آئے
جو گھونٹ رات میں کرتے تھے دن میں بے نقاب آئے

افسوس جناب امیر نے خلافت کی طمع میں ان ناگوار اور خلاف شرع باتوں کا کچھ بھی خیال نہ آیا اور علانیہ ظلم فسق ہوتے دیکھ کر فخریہ اپنے کلام معجز نظام میں درج فرمایا۔ جس خلافت کی ابتداء ان امور منہیہ سے ہو اس کے عواقب کا حال ظاہر ہے۔" (النجم خلافت نمبر بابت ۲۱/اپریل ۱۹۳۴ء ص ۲۱)

العیاذ باللہ الغیاث باللہ یہ بے ہودگی یہ گندہ الزام کس عظیم المرتبت ذات گرامی کے شان میں جن کے بارے میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امر ترضی ان تکون بمنزلۃ ھارون من موسٰی جن کے لیے ارشاد ہوا:
من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ امام الاولیاء رب العٰلمین یعسوب المسلمین امیر المومنین خلیفۃ رحمۃ للعلمین اسد اللہ صھر رسول اللہ۔
کی شان میں اور اس پر دعویٰ سنیت نہ صرف سنیت بلکہ سنیوں کی امامت کا۔ اگر یہی سنیت ہے تو خارجیت کس کا نام ہے یہ کون بتائے۔

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
میں کیا بتاؤں رات مجھے کس کے گھر ملے

قاری صاحب آپ کو اس کی کاہے کو خبر ہوگی اور اگر خبر ہوگی تو اس سے کیا۔ حضرت شیر خدا کی توہین تو آپ کے دل کا چین آنکھوں کا نور ہے اور کیوں نہ ہو۔ آپ کے مذہب کی بنیاد ہی محبوب بارگاہ کی اہانت پر ہے۔ آخر آپ کے امام نے آپ لوگوں کے عین ایمان تقویۃ الایمان میں لکھ ہی دیا ہے:

"ہر مخلوق خواہ چھوٹی ہو، خواہ بڑی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۳)
تمام اولیاء انبیاء اس کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ین اللہ ہی کو مان اوروں کو مت مان اوروں کو ماننا خبط ہے۔
جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

پھر آپ سے اس کی کیا شکایت کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں وہ سب لکھ دیا مگر ایسے گندے گھنونے عقیدے رکھتے ہوئے آپ کو حق کیا ہے کہ دوسروں پر اعتراض کریں وہ بھی محض فرضی و جعلی بنیاد پر۔

حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی صاحب کا دیوبندی مناظر عبد السلام سے مناظرہ میں حدائقِ بخشش (حصہ سوم) کے انہی اشعار پر مکالمہ

ماخوذ از

سوانح شیر بیشۂ سنت، مؤلفہ، مولانا قاری محبوب علی خان قادری

دیوبندی مناظر عبد السلام نے حدائق بخشش حصہ سوم کے چند اشعار پڑھ کر حضور سیّدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت سیّدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا الزام لگایا۔ معاذاللہ

حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس کا دندان شکن جواب دیا کہ یہ اشعار جو آپ نے پڑھے ہیں یہ اشعار حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ مبارک میں ہر گز ہر گز نہیں بلکہ ملک حجاز کی گیارہ کافرہ دلہنوں کے متعلق ہیں جن کا واقعہ صحیح مسلم شریف میں ہے جس کی طرف حدائق بخشش حصہ سوم کے اس شعر میں اشارہ ہے

یاد وہ مجمع رنگین عروسان حجاز

اور پیمان کہ چھپائیں گی نہ حالِ شوہر

۱۔ کاتب کی غلطی سے یہ اشعار بے ترتیب نقل ہو گئے۔

۲۔ پھر بھی کلام کے درمیان دو جگہ بڑے جلی قلم سے لفظ علیحدہ لکھا ہوا ہے۔

۳۔ پھر اس کا مقطع بھی نہیں ہے۔

یہ تینوں باتیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ کلام غیر مرتب اور ناتمام ہے باوجود اس کے ان اشعار کو جو دیوبندی سیّدہ اُم المومنین کی شان میں بتاتے ہیں وہ خود حضرت ام المؤمنین کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس کا الزام حضور اعلیٰ حضرت قبلہ پر لگاتے ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ کی انتہائی بے حیائی ہے۔ ...

ملفوظات کو صاحبِ ملفوظ خود مرتب نہیں کرتا بلکہ اس کے خدام و مریدین و معتقدین اس کے ارشادات سن دربار شیخ سے جب اپنی جگہ واپس آتے ہیں تو جو کچھ سنا ہوا یاد ہوتا ہے اس کو اپنے الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں۔ وہاں وہابیوں میں دو ایسے شخص گذرے ہیں جنھوں نے برٹش کا ایجنٹ بن کر اپنے ملفوظ مرتب کرائے اور اس کا باقاعدہ انتظام و اہتمام کیا۔ اول برطانیہ کے پہلے ایجنٹ سیّد احمد نے اس کا اہتمام کیا دیکھو سیرت سیّد احمد طبع دوم اور دوسرے مولوی اشرف علی تھانوی نے برٹش گورنمنٹ سے چھ سو روپے ماہواری لے کر اپنے ملفوظ لکھنے کے لیے ملازم رکھے اور باقاعدہ اس کی دیکھ بھال کی۔ دیکھو مولوی تھانوی کے ملفوظات۔ افاضاتِ یومیہ۔ اب جبکہ بعد میں لکھا گیا تو الفاظ بدل جاتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اصل

مفہوم یاد نہ رہے تو کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اسی طرح حدائق بخشش حصہ سوم بھی خود اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ حیاتِ ظاہری میں چھپا نہیں بلکہ خود حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے مرتب نہیں فرمایا۔ تقریباً وصال شریف کے بیس برس بعد چھاپا گیا۔ اگر بفرض محال ایک سکنڈ کے لیے ہم مان لیں کہ معاذ اللہ الملفوظ شریف یا حدائق بخشش حصہ سوم میں کچھ ہے تو زیادہ سے زیادہ اس کا الزام ترتیب دینے والے پر ہی ہو گا۔ حضور سیّدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی پر شرعاً کوئی الزام ہر گز ہر گز نہیں آسکتا۔...

...اور سنو برادرم مولانا محمد محبوب علی خان سلمہٗ ربہٗ نے ناقل وکاتب کی غلطی سے قصیدے کے اشعار بے ترتیب چھپ جانے کی جب اطلاع پائی تو بار بار بالا اعلان اپنی توبہ شائع کر دی اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار رحمت میں بھی توبہ کرلی۔ حضرت سیّدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سرکار کرم میں بھی معافی مانگ لی۔ مسلمانان اہلسنت کی خدمات میں بھی معافی طلب کرلی۔ حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اس معافی کے شرعاً قابل قبول ہونے پر متفق علیہ شرعی قرآنی فیصلہ صادر فرمادیا اس کے علاوہ ماہنامہ سنی لکھنو اور اخبار ہندوستان بمبئی میں بار بار اعلانات شائع فرمائے کہ

ان تینوں شعروں کا حضرت سیّدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیزانِ سرکار بلکہ آپ کی خاک نعلین پاک سے بھی ہر گز دور کا بھی تعلق نہیں۔

اور کتاب کا دوسرا ورق صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا کر شائع کرایا اور یہ اعلان بھی کئی بار روزناموں میں چھپوا دیا کہ

کتاب مذکورہ کا وہ ورق صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا کر میں نے شائع کر دیا ہے کہ جن صاحبوں کے پاس وہ کتاب ہو وہ چاہیں تو کتاب میرے پاس بھیج کر قیمت واپس طلب کرلیں ورنہ ان کو چاہیے کہ وہ بے ترتیب چھپا ہوا ورق کتاب میں سے نکال کر میرے پاس بھیج دیں اور صحیح ترتیب کے ساتھ چھپا ہوا ورق مجھ سے منگا کر کتاب میں لگالیں۔

تو اب شرعاً مولانا پر کوئی بھی الزام نہ رہا۔ یہی قرآن پاک کا ارشاد ہے اور یہی حدیث شریف کا فرمان ہے۔ یہی علمائے اہلسنت کا متفق علیہ فتوائے شرعیہ ہے۔ رائے عامہ جو قرآن عظیم و حدیث کریمہ کے خلاف ہو ہر گز قابل قبول نہیں۔ ایسی مخالف شریعت رائے عامہ کی شرع مطہرہ کے نزدیک کچھ قدر و قیمت نہیں۔ افسوس اس طرح علی الاعلان توبہ کرنے والے کے خلاف گالیوں وشناموں کا محاذ قائم ہے۔ توبۂ شرعیہ کو گندی گالیوں اور ناپاک دھمکیوں میں اُڑایا جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ؕ